www.HallaGulla.com

جلال و جمال

Virtual Home
for Real People

فہرست

۱۔ پلٹنا چاہو تو جاؤ، ابھی اُجالا ہے

۲۔ زلفِ سیاہ خم بہ خم، نورِ جمال یم بہ یم

۳۔ خدا نہیں، نہ سہی، ناخدا نہیں، نہ سہی

۴۔ یہ بھی شبِ تار، وہ بھی شبِ تار

۵۔ یہ میری بے جہتی ہے کہ تیری بے خبری

۶۔ فروغِ ماہ میں تو اور شبِ سیاہ میں تو

۷۔ رہا جائے گا جب کیسے خدا کے روبرو ہم سے

۸۔ بیانِ شوق کو مرہونِ خامشی تو کروں

۹۔ وہ کون ہے جو مرے گرجتے سکوت کا مدعا نہ سمجھا

۱۰۔ امنگ مجھ کو نہیں چرخِ نو بنانے کی

۱۱۔ تری جوانی کے پاسباں حشر تک یونہی نوجواں رہیں گے

۱۲۔ چاندنی پر گماں سیاہی کا

۱۳۔ خوابوں کی بستیاں نہ بسائیں تو کیا کریں

۱۴۔ کروٹیں وقت کی، بیکار ہوئی جاتی ہیں

۱۵۔ ٹوٹتی راتوں کی خاموشی میں رونا چھوڑ دے

۱۶۔ نہ شعور میں جوانی، نہ خیال میں روانی

۱۷۔ نقش مٹتی ہوئی کرنوں کا اُبھارا کس نے

۱۸۔ انگڑائی کی اوٹ میں، جانے، پوشیدہ ہیں کتنے بہانے

۱۹۔ مری نگاہ سے یہ پردہ کس نے سرکایا

۲۰۔ کہانیاں غمِ ہجراں کی، مَیں نے کس سے کہیں

۲۱۔ مری نگاہ کا مقصود روئے یار نہیں

۲۲۔ جاتے کہاں تھے، اور چلے تھے کہاں سے ہم

۲۳۔ مچلتی ہے مری آغوش میں خوشبوئے یار اب تک

۲۴۔ دل نے صدمے بہت اٹھائے ہیں

۲۵۔ ذرّے ذرّے میں ترا عکس نظر آتا ہے

۲۶۔ پھر حسینوں پہ اعتبار کریں

۲۷۔ اعجاز ہے یہ تیری پریشاں نظری کا

۲۸۔ غبارِ رنگ جو آئنہ بہار میں ہے

۲۹۔ مَیں تجھ کو دیکھنے کی تمنّا میں چوُر تھا

۳۰۔ سراہوں گا ترے من من کے رُوٹھ جانے کو

۳۱۔ میری نظر کو حوصلۂ امتحاں نہ تھا

۳۲۔ گو میری بے کسی کا کوئی راز داں نہیں

۳۳۔ گھبرا کے شبِ ہجر کی بے کیف سحر میں

۳۴۔ بجا کہ تیرے تغافل کے شکوے کرتا ہوں

۳۵۔ جب چرخ پہ تارے مجھے کرتے ہیں اشارے

۳۶۔ نوکِ مژہ سے اشک ڈھلے اور بہہ گئے

۳۷۔ جب تیرا ظہور دیکھتا ہوں

۳۸۔ بیٹھا ہوں تشنگی کو چھپائے نگاہ میں

۳۹۔ رک گئی عقل و فکر کی پرواز

۴۰۔ اب تو ہیں اس شوقِ گستاخانہ سے بیگانہ ہم

www.HallaGulla.com Virtual Home for Real People

☆

پلٹنا چاہو، تو جاؤ، ابھی اُجالا ہے
مرا حریمِ طلب تو بعید و بالا ہے

خودی نے خلد سے انسان کو نِکلوایا
خودی نے خلد کا پھر راستہ نکالا ہے

یہ میرے ذہن میں ہے عزمِ انقلاب رواں
کہ جھٹپٹے میں لپکتی ہوئی غزالہ ہے

مَیں دم بخود ہوں پرستش کروں کہ عشق کروں
جمال حوُر کا، انسانیت کا ہالہ ہے

یہ پھوُل بھی تو اسی دھول سے اُگے ہیں ندیؔم
مرا خُدا مری دنیا کا رہے والا ہے

۱۹۴۷ء

☆

زُلفِ سیاہ خم بہ خم، نوُرِ جمال یَم بہ یَم
رازِ حیات کی قسم، جلوۂ ذات کی قسم

http://www.hallagulla.com/urdu/

تیرا رواج رہنما، میرا مزاج رہنما
میرا عدم بھی عین زیست، تیرا وجود بھی عدم

چھٹنے لگے سحاب کیوں، اُٹھنے لگے حجاب کیوں
لُٹنے لگا ہے میرا غم، گھُٹنے لگا ہے میرا دم

کیفِ وصال سے سوا، قُربِ جمال سے سوا
میرے خیال سے ترا میرے خیال ہی میں رم

لہریں مرے جنوں کی ہیں، سُرخیاں میرے خوں کی ہیں
چہرۂ شہر یار پر میرا فسانہ ہے رقم

بوئے چمن کی بحث تھی، وہ جو نہیں تو کچھ نہیں
برگِ گلاب پر ابھی رنگ تو ہوں گے مرتسم

۱۹۴۶ء

☆

خُدا نہیں، نہ سہی، ناخدا نہیں، نہ سہی
ترے بغیر کوئی آسرا نہیں، نہ سہی

تری طلب کا تقاضا ہے زندگی میری
ترے مقام کا کوئی پتا نہیں، نہ سہی

تجھے سُنائی تو دی، یہ غرور کیا کم ہے
اگر قبول مری التجا نہیں، نہ سہی

تری نگاہ میں ہُوں، تیری بارگاہ میں ہُوں
اگر مجھے کوئی پہچانتا نہیں، نہ سہی

شبِ سیاہ کی تاریکیوں کا ساتھ تو ہے
کوئی ستارہ مرا رہنما نہیں، نہ سہی

نہیں ہیں سرد ابھی حوصلے اُڑانوں کے
وہ میری ذات سے بھی ماورا نہیں، نہ سہی

وہی ندیمؔ، وہی حُسن کا قصیدہ نگار
ترے حضور اگر لب کُشا نہیں، نہ سہی

۱۹۴۶ء

☆

یہ بھی شبِ تار، وہ بھی شبِ تار
جینا بھی دشوار، مرنا بھی دشوار

ہونٹوں کی لرزش کچھ کہہ رہی ہے
اِک مُدّعا ہے محتاجِ اظہار

بُنیاد جن کی خود آگہی ہو
وہ مستیاں ہیں مستوں کو درکار

سانسوں میں رم ہے، آنکھوں میں دم ہے
کس نے بلایا دریا کے اُس پار

اے ذوقِ پرواز اب ضبط کیسا!
اُٹھتی رہے گی زنداں کی دیوار

شہکارِ فطرت! ایوائے فطرت
ہر چیز معصوم، انسان عیار!

حکمِ مساوات اور امتیازات
تارے دل افروز، کلیاں دل افگار

انسان اب کچھ نکھرے تو نکھرے
سوُنے پڑے ہیں شاہوں کے دربار

ہم تو ندیمؔ اب اُکتا چلے ہیں
انوار، ظلمات۔۔تکرار، تکرار

۱۹۴۶ء

☆

یہ میری بے جہتی ہے کہ تیری بے خبری
مرا جنوں عملی ہے، تری خرد نظری

اب آفتاب کی باری ہے، رات بھاری ہے
مَیں دیکھتا رہوں کب تک ستارۂ سحری

یہ ایک قطرۂ شبنم ہے آفتاب بدست
بہت قریب سے دیکھی ہے فطرتِ بشری

جہاں سے پھُول گرا تھا وہیں کلی چٹکی
اگر ہے فتنہ یہی تو نثارِ فتنہ گری

زمیں اُداس، ستارے اُداس، چاند اُداس
یہ پچھلی رات ہے یا تیری نشانِ کم نظری

یہ تجھ کو دیکھ کے کیوں لوگ مجھ کو دیکھتے ہیں
یہ تیری جلوہ گری ہے کہ میری پردہ دری

فلک پہ ٹوٹے ستارا، زمیں پہ اشک گرے
مرے ندیمؔ، یہی ہے کمالِ بخیر گری

۱۹۴۶ء

http://www.hallagulla.com/urdu/

☆

فروغِ ماہ میں تُو اور شبِ سیاہ میں تُو
بہر لباس نمایاں مری نگاہ میں تُو

ترے غرور کے انداز سے ہویدا ہے
نہ مِل سکے گا مجھے زندگی کی راہ میں تُو

اب اس سے بڑھ کے ثبوتِ بقا نہیں ممکن
تری پناہ میں دُنیا، مری پناہ میں تُو

ترے لبوں کے کناروں پہ کپکپی کیسی!
کھڑا ہے جیسے محبّت کی بارگاہ میں تُو

درُود کی اَبدیّت ہے، قرُب کی معراج
نہ کھُل سکے گا مُلاقاتِ گاہ گاہ میں تُو

چراغ تھکنے لگے، بھیگنے لگیں آنکھیں
کب آسکے گا مرے خانۂ تباہ میں تُو

اس اجتناب کے صدقے کہوں گا حشر کے دن
کہ منعکس تھا مری خواہشِ گناہ میں تُو

۱۹۴۶ء

☆

رہا جائے گا چُپ کیسے خدا کے رُوبرو ہم سے
نہ کر محشر میں تسلیم و رضا کی گفتگو ہم سے

ہمیں سرشار رکھ سکتا ہے جب احساسِ سرشاری
تو کس پندار پر چھینا ہے ساقی نے سبو ہم سے

سکوُتِ خام نے شب کی کہانی عام کی، ورنہ
بہت گھُل مِل کے باتیں کر رہا ہے کیوں عدو ہم سے

لبوں کی پپڑیوں نے کھول رکھا ہے بھرم سارا
زمانہ کب سُنے گا داستانِ جُستجو ہم سے

سوا تیرے، کئی آئینہ روحیرت سے کہتے ہیں
ندیؔم اس عمر میں بیگانہ کیوں رہتا ہے تُو ہم سے

☆

بیانِ شوق کو مرہونِ خامشی تو کروں
ترے سکوت کی لیکن برابری تو کروں

مَیں چھوڑ دوں ترے کہنے سے، احترامِ جفا
مگر مَیں ذوقِ وفا میں ذرا کمی تو کروں

یقیں تو ہے مجھے پیمانِ دوست پر، لیکن
میں اپنے آپ کو مجبورِ زندگی تو کروں

مجھے غروب کا پیغام ہے قبول، مگر
مَیں تیرے چاند ستاروں کی ہمسری تو کروں

مجھے بہشت سے انکار کی مجال کہاں
مگر زمین پہ محسوس یہ کمی تو کروں

اجل کے خوف سے آزاد ہے حیات میری
مگر یہ شوق ـ تماشائے جانکنی تو کروں

الٰہی حشر میں دے رخصتِ نمائشِ دل
مَیں اس بسیط اندھیرے میں روشنی تو کروں

ندیؔم اوجِ محبّت فراوانیِ یار سہی
مگر مَیں عِشق کے عنوان کو جلی تو کروں

۱۹۴۵ء

☆

وہ کون ہے جو مرے گرجتے سکوت کا مدّعا نہ سمجھا
مرے ارادوں کی چرخ گیری کو صرف میرا خدا نہ سمجھا

مرے تصوّر کی ظلمتوں میں نہ جھلملائیں بقا کی کرنیں
اگرچہ مَیں نے ابد کو اپنے خیال سے ماورا نہ سمجھا

مرے اُفق کی حدوں نے بڑھ کر سمیٹ لی کائنات ساری
یہ زندگی پارسائیاں تھیں، جنھیں کوئی پارسا نہ سمجھا

مَیں تیرے بندوں کی بادشاہی سے کچھ تو مانوس ہو چلا تھا
مگر یہ دل۔یعنی میرے احساس کا یہ فرمانروا نہ سمجھا

اُکھڑ چلی ہے اساسِ عالم، تو اس میں میرا قصور کیا ہے
جنونِ معجز نما نہ مانا ، جمالِ محشر ادا نہ سمجھا

بس اب ذرا احتیاط سے حکمِ بندگی دے، کہ مدّتوں تک
کِسی نے میری تڑپ نہ دیکھی، کوئی مری التجا نہ سمجھا

اگرچہ پائیں قدم قدم پر سرور و مستی کی بارگا ہیں
تلاش کے کیف نے مگر انتہا کو بھی انتہا نہ سمجھا

کہیں بڑھاپے کی خوش خرام، کہیں جوانی کی نرم گامی
ندیؔم سا بندۂ رضا بھی ترا طریقِ عطا نہ سمجھا

۱۹۴۴ء

☆

اُمنگ مجھ کو نہیں چرخِ نو بنانے کی
ابھی ہوس ہے ستاروں کی تھاہ پانے کی

جہاں پناہ! مجھے بازوؤں میں لے لیجے
مری تلاش میں ہیں گردشیں زمانے کی

وہ میرے عشق کا مقصودِ خاص پوچھتے ہیں
ضرورت آن پڑی آئینہ دکھانے کی

کس انقلاب کی غمّاز ہیں، خدا جانے
خرامِ یار میں اٹھکیلیاں زمانے کی

ندیمؔ کھیل رہا ہوُں پُرانی یادوں سے
یہی تو آخری کوشش ہے بھُول جانے کی

۱۹۴۴ء

☆

تری جوانی کے پاسباں حشر تک یونہی نوجواں رہیں گے
ترے گلستانِ رنگ و بوُ میں نسیم بن کر رواں رہیں گے

قبول ہے تیری کبریائی، مگر کبھی یہ بھی توُ نے سوچا
یہاں بھی توُ ہے، وہاں بھی توُ ہے، غریب انساں کہاں رہیں گے

مَیں ظُلمتوں سے اُلجھ اُلجھ کر وہ دَور نزدیک لا رہا ہوُں
مُسافروں کی تلاش میں جب نجوم کے کارواں رہیں گے

مری بغاوت کا آخری آسرا ہے روزِ حساب تیرا
بہت بڑے معرکے رہیں گے بہت کڑے امتحاں رہیں گے

یہ تیرے بندے ہیں یا مقدّر کے ہاتھ میں کانچ کے کھلونے
فنا سے ڈرتے رہیں گے، لیکن حیات سے سرگراں رہیں گے

جکڑتی جائیں گی ان کے ذہنوں کو گردشِ نو بنو کی کڑیاں
اگر ترے آسمان انسان پر یونہی مہرباں رہیں گے

مزاجِ فطرت پہ ابنِ آدم کی ہر مُسرّت گراں رہی ہے
بہار آئے گی، اور ہم محوِ انتظارِ خزاں رہیں گے

چھُپا نہ تاخیر کی حقیقت کہ جھوُٹی انگڑائیوں کے پیچھے
یہ گال بھی گلفشاں رہیں گے، یہ ہونٹ بھی ارغواں رہیں گے

۱۹۴۴ء

☆

چاندنی پر گماں سیاہی کا
شعبدہ تیری کم نگاہی کا

زشت اور خوب کے شعور میں ہے
رازِ انسان کی تباہی کا

بندے کی خواہش خداوندی
زیرِ دریا، خرام ماہی کا

صُبح کے سیلِ رنگ و نوُر سے پوُچھ
مدّعا رات کی سیاہی کا

مُردنی چھا گئی اوامر پر
ذکر جب چھڑ گیا نواہی کا

پاسبانوں کو جبر کی تاکید
اور دعویٰ جہاں پناہی کا!

اے مرے عشقِ میری تنہا بھوُل
وقت آیا تری گواہی کا

ڈُوبتا چاند ہے جواب ندیؔم
میری فریاد صبحگاہی کا

۱۹۴۴ء

☆

خوابوں کی بستیاں نہ بسائیں، تو کیا کریں
ہمّت شکن ہوں ان کی حیائیں، تو کیا کریں

رحمت طلب ہے اپنی تہی دامنی، مگر
موتی لٹائیں اُودی گھٹائیں، تو کیا کریں

یہ حشرِ انتظار ہے، وہ انتظارِ حشر
جائیں تو کیا کریں، جو نہ جائیں، تو کیا کریں

آئینے کی تلاش میں ہے حُسنِ خود پسند
گردوں سے آفتاب نہ لائیں، تو کیا کریں

تعمیل کو گناہ سمجھتے ہیں محتسب
کچھ کہہ رہی ہوں تنگ قبائیں، تو کیا کریں

جب گردشِ سپہرِ کہن رُک چکی، ندیمؔ
اِک تازہ آسماں نہ بنائیں، تو کیا کریں

۱۹۴۳ء

☆

کروٹیں وقت کی بیکار ہوُئی جاتی ہیں
اور بھی درپئے آزار ہوُئی جاتی ہیں

خواہشیں مائلِ اظہار ہوُئی جاتی ہیں
یعنی نا قابلِ گفتار ہوُئی جاتی ہیں

گتھیاں ولولۂ شوق کی سلجھیں کیونکر
جتنی کھلتی ہیں، پُر اسرار ہوُئی جاتی ہیں

ہر تقاضے پہ نیا ضابطہ رہتا ہے سوار
روحیں لفظوں میں گرفتار ہوُئی جاتی ہیں

شاید اب ابر کے چھٹنے کا گماں باطل ہے
صبحیں ہم رنگِ شبِ تار ہوُئی جاتی ہیں

اتنی ہلکی ہے شبستانِ محبّت کی ہوا
میری سانسیں بھی مجھے بار ہوُئی جاتی ہیں

۱۹۴۳ء

☆

ٹوٹتی راتوں کی خاموشی میں رونا چھوڑ دے
ان ستاروں کو جلی مٹی میں بونا چھوڑ دے

یہ تری طفلانہ تعمیریں شکست انجام ہیں
اوس کے قطروں کو کرنوں میں پرونا چھوڑ دے

جب اُلجھنا ہے تجھے کانٹوں سے، تپتی دھوپ میں
سرد تہ خانے میں پھوُلوں کا بچھونا چھوڑ دے

اس کے دامن میں اگر شب ہے ستارے بھی تو ہیں
گردشِ افلاک سے مایوس ہونا چھوڑ دے

توُ اگر اب تک جمالِ یار کا قائل نہیں
صبح کی سرشار تنویروں میں سونا چھوڑ دے

۱۹۴۳ء

☆

نہ شعور میں جوانی، نہ خیال میں روانی
کوئی سُن کے کیا کرے گا مری دُکھ بھری کہانی

نہ زوالِ ناگہانی، نہ عُروجِ جاودانی
مری زندگی کا عنواں۔فقط ایک لفظ۔'فانی'

یہ شکست کا جہنّم کہیں پھر بھڑک نہ اُٹھے
مرے عشق کے کھنڈر پر، نہ کریں وہ گلفشانی

نہ گمانِ یار اِن پر، نہ جمالِ یارِ ان میں
ترے کوکب و قمر سے نہ بہل سکی جوانی

مجھے اور زندگی دے، کہ ہے داستاں اُدھوری
مری موت سے نہ ہوگی، مرے غم کی ترجمانی

۱۹۴۳ء

☆

نقش مٹتی ہوئی کرنوں کا اُبھارا کِس نے؟
بامِ انجم سے کیا مُجھ کو اشارا کِس نے؟

جانے بھٹکے ہوئے راہی پہ کِسے رحم آیا
رات کے اُونگھتے سایوں میں پکارا کِس نے؟

تیری بھیگی ہوئی پلکوں پہ محبّت کے سوا
ٹمٹماتے ہوئے تاروں کو اُتارا کِس نے؟

کشتیٔ زیست کنارے پہ لگی ہے شاید
عین طوفاں میں دیا ورنہ سہارا کِس نے؟

یہ دھنک ہے تو عناصر کے فریبوں پہ نثار
ورنہ تھاما ترے آنچل کا کنارا کِس نے؟

۱۹۴۳ء

☆

انگڑائی کی اوٹ میں جانے، پوشیدہ ہیں کِتنے بہانے
مُفت میں اُٹھے ہو دُنیا کو اوجِ ثریّا سے ٹکرانے

حُسن کی بزمِ ناز میں کیسے سنجیدہ بن کر بیٹھے تھے

عشق نے ایسا نالہ کھینچا، بھاگ اُٹھے اپنے بیگانے

عدل کا دعویٰ کرنے والا مُجھ پر کیا الزام دھرے گا
اس نے میرا سچ بھی ٹوکا، مَیں نے اُس کے جھُوٹ بھی مانے

دُور بھی کر پُر ہول اندھیرے، روک بھی لے سیلابِ تباہی
ورنہ تھک کر چل نِکلوں گا طوفانوں میں دیے جلانے

تیرا پتہ تو خیر، نہ پایا، اب گھر کا رستہ تو دکھا دے
ٹامک ٹوئے مار کے آخر بھوُل گیا ہوُں ٹھور ٹھکانے

سورج کے زرتار کلس پر اُونگھ گیا قسمت کا پنچھی
آؤ چلیں سب خفتہ مقدّر، چرخ کا نیلا گنبد ڈھانے

کانٹوں سے بچنے کی خاطر ہم نے اتنا وقت گنوایا
وہ ندّی کس شان سے لپکی، کہساروں میں راہ بنانے!

عشق کا یہ انداز نہ بھایا، بُجھے دِیے پر کوئی نہ آیا
لَو کانپی تو چار طرف سے ٹوُٹ پڑے لاکھوں پروانے

آج سراپا گوش ہے عالم، کہَ دے جو کچھ کہنا چاہے
پھر طوفانِ سنگ کی زد میں آ نہ سکیں گے آئینہ خانے

آخر اس گھمسان کے رن میں رُوح کہاں تک جم کر لڑتی
حُسن آیا آنکھوں کو رجھانے، عشق چلا دل کو بہکانے

عمر کے ساتھی سے یہ دھڑکا، چلمن سرکی، شعلہ بھڑکا
آنکھوں نے تو بہت کچھ دیکھا، دل کیا جانے، دل کیوں مانے

گلیوں کے موڑوں پہ ٹھٹکنا، رُکنے کی کوشش میں لپکنا
پہروں تکنا اور نہ تھکنا، ہائے وہ نادانی کے زمانے

راتوں کے سُونے محلوں میں تانیں کون اُڑا جاتا ہے
شاید اس تاریک خلا میں لرزاں ہیں ماضی کے ترانے

پھر احساس کے دوراہے پر وہ حیران ندیمؔ کھڑا ہے
پورب تیرا، پچھّم تیرا، یہ بدبخت کہاں کی ٹھانے

۱۹۴۲ء

☆

مِری نگاہ سے یہ پردہ کس نے سرکایا
جبینِ شوق کو سجدوں کا پھر خیال آیا

یہی، لُٹی ہوئی نیندیں، یہی فسردہ دلی
مَیں سوچتا ہوں کہ سب کچھ لُٹا کے کیا پایا

یہ تیری بزم ہے یا پتلیوں کا ناٹک ہے

ابھی تو لا کے بٹھایا، ابھی نِکلوایا

حِنا کا اب نہ بہانہ تراش، مَیں خُوش ہوُں
کہ دل کا آخری قطرہ بھی تیرے کام آیا

خدا کے مدِّ نظر تھی جمال کی تخلیق
تو اِک فرشتہ ہیوُلی ترا اُٹھا لایا

ترے جہاں میں ہے کیوں پختگی فنا کی دلیل
کہ غنچہ ہنستا رہا، اور پھوُل مُرجھایا

مجھے بھی دیکھ ستاروں کو ڈھانپنے والے
بُجھا کے اپنا دیا تیرا نام چمکایا

۱۹۴۲ء

☆

کہانیاں غمِ ہجراں کی، مَیں نے کِس سے کہیں
مرے قریب وہ بیٹھے ہوُئے بھی ہیں کہ نہیں

ترے کرم کا سہارا تو تھا امیدوں کو
مگر یہ چڑیاں شکستہ پروں سے اُڑ نہ سکیں

نہیں، تو خاک ہیں یہ قوّتِ حیات ہے کیا
وہ اس جہان میں پوشیدہ ہیں کہیں نہ کہیں

مرا نیاز فلک گیر، ہو چلا جب سے
ترے جمال کی پہلی لطافتیں نہ رہیں

وہ ایک تنگ سے کوُچے میں سرسری مڈبھیڑ
بس اتنی بات ہے، پھر کیا ہوُا تھا! یاد نہیں!

۱۹۴۲ء

☆

مری نگاہ کا مقصُود روئے یار نہیں
فدائے جلوہ ہوُں، دیوانۂ بہار نہیں

مَیں تیرے خیوابِ جوانی کی تابشوں پہ نثار
کوئی چراغ سرِ راہِ انتظار نہیں

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

یہ التفات نہیں، انقلاب ہے دل کا
یہ میرا ذوقِ نظر ہے، جمالِ یار نہیں

ترا بہار کا وعدہ درست ہے، لیکن
مجھے بہار کے رنگوں پہ اعتبار نہیں

مِری فسردہ نصیبی سے کھیلنے والے
ندیؔم خاک نشیں آزمودہ کار نہیں

۱۹۴۲ء

☆

جاتے کہاں تھے، اور چلے تھے کہاں سے ہم
بیدار ہو گئے کِسی خوابِ گراں سے ہم

اے نو بہارِ ناز، تری نکہتوں کی خیر
دامن چھٹک کے نکلے ترے گلستاں سے ہم

پندارِ عاشقی کی امانت ہے آہِ سرد
یہ تیر آج چھوڑ ہے رہیں کماں سے ہم

آؤ غبارِ راہ میں ڈھونڈیں شمیمِ ناز

آؤ خبر بہار کی پوچھیں خزاں سے ہم

آخر دُعا کریں بھی، تو کِس مدعا کے ساتھ
کیسے زمیں کی بات کہیں آسماں سے ہم

۱۹۴۲ء

☆

مچلتی ہے مرے آغوش میں خوشبوئے یار اب تک
مری آنکھوں میں ہے اُس سحرِ رنگین کا خمار اب تک

زمانہ ہو چکا اس اوّلیں مڈبھیڑ کو، لیکن
سنائی دے رہی ہے تیری نظروں کی پکار اب تک

غمِ دوراں کی تاریکی کے سیلِ بیکراں اُمڈے
مگر ٹوُٹا نہیں تیری تجلّی کا حصار اب تک

شبستانوں کے در ہر چند مُجھ پر وا نہیں ہوتے
مگر اِک مست و بیخود رات کا ہے انتظار اب تک

کوئی آتا نہیں اب دل کی بستی میں، مگر پھر بھی
اُمیدوں کے چراغوں سے ہیں روشن رہگزار اب تک

ابھی تک نصف شب کو چاندنی گاتی ہے جھرنوں میں

نہیں بدلی شبابِ منظر کی یاد گار اب تک

جلا رکھے ہیں شہراہوں پہ اشکوں کے دِیے کب سے
نہیں گزرا مگر اس سمت سے وہ شہسوار اب تک

جو حُسن و عشق کی پیکار میں آنکھوں سے ٹپکے تھے
انھیں تاروں سے ہے دامانِ ہستی زرنگار اب تک

شکستِ آرزو کو عِشق کا انجام کیوں سمجھوں؟
مقابل ہے مرے آئینۂ لیل و نہار اب تک

ندیؔم ان مشعلوں کی جگمگاہٹ بڑھتی جاتی ہے
کہ لہرایا نہیں اس بزم میں دامانِ یار اب تک

☆

دل نے صدمے بہت اُٹھائے ہیں
آپ لیکن ابھی پرائے ہیں

چھلنی چھلنی ہوئی ہیں جسم و جاں
تیر کیوں بے نشاں لگائے ہیں

آپ کیوں سامنے نہیں آتے
آپ کیوں روح میں سمائے ہیں

مختصر یہ ہے داستانِ حیات
پھُول ڈھونڈے ہیں خار پائے ہیں
آپ رستہ نہ بھُول جائیں کہیں
آنسوؤں کے دِیے جلائے ہیں

ہچکیاں لے رہا ہے سازِ حیات
آپ کس دُھن میں گنگنائے ہیں

کہکشاں ہے غُبارِ راہ ندیمؔ
کِس نے یہ راستے سجھائے ہیں

۱۹۴۱ء

☆

ذرّے ذرّے میں ترا عکس نظر آتا ہے
راستہ دیکھتے رہنا بھی اب آساں نہ رہا

راتیں روتی ہیں کہ وہ چاند نہ اُبھرا اب تک
دن بلکتے ہیں کہ وہ مہرِ درخشاں نہ رہا

پردۂ ارض و سما کا یہ تکلّف کیسا!
اِن حجابوں میں تو جلوہ ترا پنہاں نہ رہا

تُجھ سے اِک آس لگائی تھی پرائے جانِ ندیمؔ
یہ دیا بھی مرے سینے میں فروزاں نہ رہا

۱۹۴۱ء

☆

پھر حسینوں پہ اعتبار کریں
آؤ پھر دل کو لالہ زار کریں

یہ دھرا ہے گناہوں کا انبار
رحمتیں آپ ہی شمار کریں

آپ سے کچھ نہیں گلہ ہم کو
یعنی کس کس سے آپ پیار کریں

ہر طرف چھا رہی ہے تاریکی
آؤ مِل جُل کے ذکرِ یار کریں

جِسم بھی اُن کا، جان بھی اُن کی
ہائے کیا چیز ہم نثار کریں

اُبھر آئیں گے خود بخود مینار
پہلے بُنیاد استوار کریں

۱۹۴۱ء

☆

اعجاز ہے یہ تیری پریشاں نظری کا
الزام نہ دھر عشق پہ شوریدہ سری کا

اس وقت مرے کلبۂ غم میں ترا آنا
بھٹکا ہُوا جھونکا ہے نسیمِ سحری کا

تُجھ سے ترے کُوچے کہ پتہ پُوچھ رہا ہُوں
اس وقت یہ عالم ہے مری بے خبری کا

یہ فرش، ترے رقص سے جو گُونج رہا ہے
ہے عرشِ معلّٰی مری عالی نظری کا

کُہرے میں تڑپتے ہوُئے اے صُبح کے تارے
احسان ہے شاعر پہ تری چارہ گری کا

۱۹۴۱ء

www.HallaGulla.com

☆

غبارِ رنگ جو آئینۂ بہار میں ہے
وہی خزاں کے گریبانِ تارتار میں ہے

وہ شوقِ دید نگاہِ اُمیدوار میں ہے
کہ جیسے شام، ستاروں کے انتظار میں ہے

مجھے قبول ہیں غمہائے جاوداں اے دوست
مری خوشی بھی مرگ تیرے اختیار میں ہے

وفا کی لذّتِ بے کیف ہے جمودِ حیات
مری جفا طلبی تیرے انتظار میں ہے

نظامِ دہر تیرے اختیار میں ہے مگر
مَیں سوچتا ہوُں کہ توُ کس کے اختیار میں ہے

Virtual Home for Real People

☆

مَیں تجھ کو دیکھنے کی تمنا میں چوُر تھا
تو میرے آس پاس خراماں ضرور تھا

ناگاہ برق میرے نشیمن پہ آگری
مَیں سوچتا رہا کہ مرا کیا قصُور تھا

پچھلی رات خواب میں وہ مُسکرائے تھے
یا میرے آنسوؤں کے ستاروں کا نُور تھا

اے خلوتِ شعور میں سمٹے ہوئے حسیں
تو سرحدِ خیال سے کس درجہ دُور تھا

لو بُجھ گیا کِسی کی تمنا لیے ہوئے
وہ دل کہ جس پہ کون و مکاں کو غرور تھا

۱۹۴۰ء

مجھے بھی رخصتِ تعمیرِ آشیاں دیجے
چلے ہیں آپ اگر بجلیاں گرانے کو

وہ مر تو جائے کہ مرنا ہے روح کی معراج
مگر ندیمؔ سے کچھ آس ہے زمانے کو

۱۹۴۰ء

☆

سراہوں گا ترے مَن مَن کے رُوٹھ جانے کو
کہ بجلیوں کی ضرورت ہے آشیانے کو

نقاب ڈال رکھے ہیں دلِ فسردہ پر
کوئی سمجھ نہ سکا میرے مُسکرانے کو

یہ کہتے کہتے ستارے اُفق پہ ڈُوب گئے
کہ اتنا طُول نہ دے دُکھ بھرے فسانے کو

ترے جہاں میں ٹھکانا کہیں نہیں مِلتا
پروں پہ لے کے نہ اُڑ جاؤں آشیانے کو

http://www.hallagulla.com/urdu/

☆

میری نظر کو حوصلۂ امتحاں نہ تھا
دیکھا تو مَیں ہی مَیں تھا، کسی کا نشاں نہ تھا

تیری طلب میں، کون و مکاں کی حدوں سے دُور
پہُنچا ہوُں اُس مقام پہ، توُ بھی جہاں نہ تھا

نظارۂ جمال کی تابانیاں نہ پوُچھ
وہ پیکرِ حسیں بھی جہاں تھا، وہاں نہ تھا

مَیں ہی پروں پہ تنکے اُٹھا کر بڑھا اُدھر
بجلی کی زد میں ورنہ مرا آشیاں نہ تھا

مَیں بھی جلا ہوُں طور کی لَو پر، مگر ندیمؔ
ہونٹوں پہ میرے غلغلۂ الاماں نہ تھا

۱۹۴۰ء

☆

گو میری بے کسی کا کوئی رازداں نہیں
تم سے تو میری بے پردبالی نہاں نہیں

کہتے ہیں، تم بھی میری عیادت کو آئے تھے
سُنتا ہُوں، آج سر پہ مرے آسماں نہیں

دُکھ بھی مرا، تمھاری رضا کا غلام ہے
جو اشک تم نے پونچھ لیا، رائیگاں نہیں

کیسے کہوں فسانۂ بے چارگئ شوق
تم سے نہاں نہیں ہے، جہاں پر عیاں نہیں

اب برق کو ندیمؔ مری کیوں تلاش ہے
مدّت سے شاخِ گُل پہ مرا آشیاں نہیں

۱۹۴۰ء

☆

گھبرا کے شبِ ہجر کی بے کیف سحر میں
تارے اُتر آئے ہیں مرے دیدۂ تر میں

وہ آڑ میں پردے کے، تری نیم نگاہی
ٹُوٹے ہُوئے اِک تیر کا ٹکڑا ہے جگر میں

اب وقت کے قدموں میں تحیّر کی ہے زنجیر
مَیں تیری نظر میں ہُوں، جہاں میری نظر میں

اُس پھُول سے چہرے سے جب اُٹھ جاتے ہیں پردے
کانٹے سے کھٹک جاتے ہیں دامانِ نظر میں

اللہ! مرے کُفر سے تُو قطعِ نظر کر
مَیں تیری جھلک دیکھتا ہُوں حُسنِ بشر میں

۱۹۴۰ء

☆

بجا کہ تیرے تغافل کے شکوے کرتا ہُوں
تری قسم کہ ابھی دم ترا ہی بھرتا ہُوں

کٹھن ہے اپنا گلا کاٹنا کِسی کے لیے
مَیں تیری راہ میں ایسا بھی کر گُزرتا ہُوں

نہ جانے نام ترا کیوں زباں پہ آتا ہے
مَیں ڈُوب ڈُوب کے جب بار بار اُبھرتا ہُوں

سُنا ہے تو مری پرواز کا مخالف ہے

تری خوشی کے لیے اپنے پر کترتا ہوُں

لرز رہے ہیں یہاں چند لرزہ خیز اسرار
مَیں اپنی رُوح کی گہرائیوں سے ڈرتا ہوُں

۱۹۳۹ء

☆

جب چرخ پہ تارے مجھے کرتے ہیں اشارے
جاگ اُٹھتے ہیں خاکسترِ ماضی میں شرارے

آنکھوں سے ادھر اشک ٹپکتے ہیں ہمارے
گردوں پہ اُدھر ٹوُٹتے جاتے ہیں ستارے

تھی اُن کی نگاہوں میں بہت دُور کی منزل
منزل پہ پہنچتے ہی جو منزل سے سدھارے

تاخیر کے اسرار مجھے تو نہیں معلوم
کیوں کانپ رہے ہیں ترے ہونٹوں کے کنارے

یوُں دل سے ندیؔم اُٹھتی ہے آواز شبوں کو
جیسے کوئی بھٹکا ہوُا منزل کو پکارے

۱۹۳۹ء

☆

نوکِ مژہ سے اشک ڈھلے، اور بہہ گئے
اِک داستان چند اشاروں میں کہہ گئے

رُکنے کا نام تک نہ لیا اہلِ شوق نے
دم لینے کو جو بیٹھے، وہ بیٹھے ہی رہ گئے

آنے کا اِتنی دُور سے کُچھ مدّعا تو تھا
دیوانے خامشی میں کوئی بات کہہ گئے

چوٹیں تو سخت تھیں پہ اسیرانِ غم نصیب
سب کچھ ترے کرم کے بھروسے پہ سہہ گئے

سیلِ حیات میں ہیں ہم انسان خاروخس
موجوں سے چند لمحہ لڑے، اور بہہ گئے

اہلِ ہوس تو پی کے چلے بھی گئے ندیؔم
اور آپ دستِ ناز کا رُخ تکتے رہ گئے

۱۹۳۸ء

☆

جب تیرا ظہُور دیکھتا ہُوں
تنکوں میں غرُور دیکھتا ہُوں

تاریکیٔ شب سے ہو کے مانوس
اب نوُر ہی نُور دیکھتا ہُوں

جب سے مَیں قریب ہُوں تمھارے
ہر چیز کو دُور دیکھتا ہُوں

پلکوں سے نظر نہیں نِکلتی
جب تیرے حضُور دیکھتا ہُوں

بے فِکر ندیؔم کو شبوں میں
انکار سے چُور دیکھتا ہُوں

۱۹۳۸ء

www.HallaGulla.com
Virtual Home for Real People

☆

بیٹھا ہُوں تشنگی کو چھُپائے نگاہ میں
ساقی کے آستانۂ عالم پناہ میں

پھر عرش و فرش میں ہے قیامت مچی ہوئی
پھر جُنبشیں ہیں یار کی نیچی نگاہ میں

خاکِ درِ حبیب پہ جب مُجھ کو ناز ہے
پھر کیا دھرا ہے طرّہ وتاج و کلاہ میں

اس ماہِ نیم ماہ کو دیکھا جب اے ندیؔم
تارے چمک اُٹھے مری لوحِ سیاہ میں

۱۹۳۷ء

☆

رُک گئی عقل و فکر کی پرواز
جب نمایاں ہوُئے نشیب و فراز

خم بہ خم پھیلتی ہی جاتی ہے
شاہدِ آگہی کی زُلفِ دراز

کِتنا تاریک ہے مرا انجام
کِتنا موہوم ہے مرا آغاز

نیلگوں آسماں کے محلوں سے
دے رہا ہے مجھے کوئی آواز

رفعتیں بھی انھیں کی جویا تھیں
بے محل تھی ندیؔم کی پرواز

۱۹۳۶ء

☆

اب تو ہیں اُس شوقِ گستاخانہ سے بیگانہ ہم
بس نظر سے چوُم لیتے ہیں لبِ پیمانہ ہم

رات کو تاروں سے، دن کو ذرّہ ہائے خاک سے
کون ہے، جس سے نہیں سُنتے ترا افسانہ ہم

ضبط کی حد سے اگر شوقِ فراواں بڑھ چلا
آنسوؤں سے بھر کے پی جائیں گے اِک پیمانہ ہم

یہ اندھیری رات، یہ بوسیدہ کٹیا، اور آپ!
کاش پلکوں پر اُٹھا سکتے چراغِ خانہ ہم

کچھ ہماری تیرہ روزی کا بھی درمان کیجیے
آپ کی آنکھوں میں پاتے ہیں تجلّی خانہ ہم

۱۹۳۶ء

www.HallaGulla.com
Virtual Home
for Real People